"اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مومنین کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا"

سوئم، ساتواں، دسواں، گیارہویں، بارہویں، چہلم، سالانہ
عُرس اور دیگر طریقہ فاتحہ پر مشتمل تحقیقی رسالہ

ایصالِ ثواب
کی شرعی حیثیت

مصنف
مفتی ابوحمزہ محمد رفیق قادری رندھاوا

جامعہ فیض الاسلام شالامار ٹاؤن لاہور

"اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین کو اور
تمام مومنین کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا"

سوئم، ساتواں، دسواں، گیارھویں، بارھویں، چہلم، سالانہ
عُرس اور دیگر طریقہ فاتحہ پر مشتمل تحقیقی رسالہ

ایصال ثواب

کی شرعی حیثیت

مصنف

مفتی ابوحمزہ محمد رفیق قادری رندھاوا

جامعہ فیض الاسلام

پاکستان منٹ گیٹ شالامار ٹاؤن لاہور
0300-4417855

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ......-...... ایصالِ ثواب کی شرعی حیثیت

مصنف ......-...... مفتی محمد رفیق قادری رندھاوا خطیب و پرنسپل

......-...... جامعہ فیض الاسلام پاکستان منٹ شالامار ٹاؤن لاہور

طباعت ......-...... اگست 2014ء

صفحات ......-...... 80

تعداد ......-...... 1000 (ایک ہزار)

کمپوزنگ ......-...... عزیز کمپوزنگ سنٹر لاہور 0344-4996495

ناشر ......-...... جامعہ فیض الاسلام شالامار ٹاؤن لاہور

قیمت ......-...... 60/- روپے

ملنے کے پتے

روحانی پبلشرز دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ہجویری بک شاپ گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور

☆ مکتبہ قادری اینڈ ورائٹی ہاؤس گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور

☆ دار العلوم اسلامیہ غوثیہ برکتیہ سالک آباد شریف دواریاں ضلع نیلم

☆ جامعہ غوثیہ طفیلیہ ٹرسٹ گلفشاں سوسائٹی ملیر ہالٹ کراچی

☆ قاری محمد عابد جامعہ صوت الاسلام میلہ منڈی سرگودھا

☆ شمع حسینی جامعہ فاطمیہ رضویہ للبنات چوک سرور شہید مظفر گڑھ

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب وہدیہ عقیدت

میں اس رسالہ کو انتہائی نیک سیرت

جناب حاجی محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے نام سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔
اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے تمام امت مسلمہ خصوصاً اپنے والد گرامی جناب دین محمد رندھاوا اور حاجی محمد امین صاحب کے ایصال ثواب کیلئے پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کی بخشش ومغفرت فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد رفیق قادری رندھاوا

18 اگست 2014

نگاہِ اولین

بعض اعمال ایسے ہیں جن کو بجالانے سے انسان کو ذاتی طور پر نفع حاصل ہوتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جن کے سبب جہاں آدمی کی ذات کو نفع حاصل ہورہا ہوتا ہے وہاں دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کا فائدہ ملتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے جانے والے فوت شدہ مسلمانوں کو بھی اس کا فائدہ ملتا ہے۔ ان اعمالِ خیر میں سے ایک ''ایصالِ ثواب'' بھی ہے۔

ایصالِ ثواب امتِ مسلمہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے مگر اس کے باوجود بعض لوگ انکار کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کے ثبوت کیلئے دلائل کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کراچی میں قیام کے دوران 1996ء میں بعض دوستوں کے اصرار پر میں نے یہ رسالہ ''ایصالِ ثواب کی شرعی حیثیت'' کے نام سے تحریر کیا جسے مولانا صاحبزادہ علی احمد القادری صاحب نے ''مکتبہ حنفیہ رضویہ'' کراچی کے تحت کثیر تعداد میں شائع کیا۔ اس کے بعد لاہور آمد کے بعد اپنے محسنین کے پرزور اصرار پر اس کو دو سو چھپن صفحات پر مشتمل ''برکاتِ ایصالِ ثواب'' کے نام سے تفصیلاً تحریر کیا گیا۔ جسے بزم منہاج الاسلام لاہور نے شائع کیا۔

اب اس کتاب کو میرے بہت ہی محترم دوست جناب علی شبیب اسحاق صاحب کے اصرار وتعاون سے شائع کیا جارہا ہے۔ اس رسالہ میں ''قرآن واحادیث'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، فقہاء، محدثین ومفسرین، اولیاء کرام، اکابرین علماء اہلسنّت، اکابرین علماء دیوبند اور اکابرین علماء اہلحدیث کی تحقیقات واقوال کی روشنی میں مختصر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے ناچیز کی کتاب ''برکاتِ ایصالِ ثواب'' کا مطالعہ کیجئے۔ اس کتاب میں دیگر کثیر دلائل کے ساتھ ساتھ ''منکرین ایصالِ ثواب کے دلائل اور ان کے جوابات'' اور ''وما اہل بہ لغیر اللہ کی تحقیق'' پچاس تفاسیر کی روشنی میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

آخر میں برادرمِ عزیز جناب مخدوم طارق حیدر (روحانی پبلشرز لاہور) کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کا میری کتب کی اشاعت میں ہمیشہ بڑا اہم کردار رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو اپنی عظیم بارگاہ میں قبول فرمائے۔ میرے لئے اور اسے پڑھنے والوں کیلئے ذریعہ ہدایت ونجات بنائے۔ آمین

محمد رفیق قادری رندھاوا

18 اگست 2014ء

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امابعد! میت کیلئے ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ اس کا ثبوت قرآن کریم، احادیث طیبات، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین، آئمہ مجتہدین، فقہاء و علماء متقدمین ومتاخرین اور اولیاء کرام سے صراحتاً ملتا ہے نیز اہلسنّت والجماعت کے چاروں مسالک حنفیہ شافعیہ مالکیہ حنابلہ کے اماموں، علماء اور فقہاء سے ایصال ثواب کے جواز واستحباب کی تصریح کے علاوہ علمائے دیوبند اور علماء اہلحدیث کی کتب سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ اجماعی مسئلہ ہے اختصار کے ساتھ اس کے جواز پر دلائل پیش خدمت ہیں۔

قرآن مجید سے ایصال ثواب کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، جو مومن ہیں وہ اپنے سابقہ فوت شدہ مومن بھائیوں کی بخشش ومغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

مومنوں کی دُعا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔ (سورہ حشر ۱۰)

اور وہ جوان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

اولاد کی والدین کیلئے دُعا

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو ان الفاظ کے ساتھ والدین کیلئے دعا کرنے کا حکم فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔(بنی اسرائیل ۴۲)

اور یہ دعا کرنا' اے میرے رب ان دونوں (ماں' باپ) پر رحم فرمانا جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔

جس طرح اولاد کی دعا سے والدین کو نفع پہنچتا ہے اسی طرح اولاد کے ایصال ثواب سے بھی والدین کو نفع پہنچتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والدین اور تمام مومنین کیلئے دعائے مغفرت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

(ابراہیم ۱۴)

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب

مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا

حضرت نوح علیہ السلام دعا فرماتے ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔(نوح ۸۲)

(حضرت نوح علیہ السلام نے دعا مانگی) اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ

۱) جو مومن ہیں وہ اپنے فوت شدہ مسلمان بھائیوں کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

۲) اللہ تعالیٰ نے اولاد کو والدین کیلئے دعائے رحمت کا حکم دیا ہے دعائے رحمت وہی اولاد کرے گی جس کا اللہ تعالیٰ پر اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی رسالت پر ایمان ہوگا۔ اس لئے کہ قرآن ہمیں بلاواسطہ نہیں ملا بلکہ مدینہ کے تاجدار ﷺ کے واسطہ اور ذریعہ سے ملا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو قرآن کے اس حکم پہ عمل کرے گا اس کیلئے والدین کیلئے دعائے رحمت کرنا ضروری ہوگا چاہے وہ زندہ ہوں یا وصال فرما چکے ہوں۔

۳) مغفرت کی دعا اپنے لئے اپنے والدین اور تمام مومنین کیلئے مانگنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی سنت ہے اور ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی امت کیلئے بھی یہی حکم ہے کہ انسان اپنے لئے بھی دعا کرے اور خصوصاً والدین اور تمام مسلمانوں کیلئے بھی۔

۴) دعا عبادت ہے معلوم ہوا کہ زندوں کی عبادت یعنی دعا سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور اگر اس کا انکار کر دیا جائے تو قرآن کا انکار لازم آئے گا اور اگر فائدہ نہ پہنچتا ہوتا تو اللہ تعالیٰ دعا کا حکم ہی نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندوں اور مردوں کیلئے دعا کا حکم دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ مرنے کے بعد بھی زندوں کی طرف سے کی جانے والی دعا کا مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

محدث العصر شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی تحریر فرماتے ہیں کہ (ان آیات میں) مسلمانوں کے فوت شدہ بھائیوں کیلئے دعا کا ذکر ہے اور جس طرح مسلمانوں کی دعا سے مسلمان میت کو فائدہ پہنچتا ہے اُسی طرح مسلمانوں کے دیگر نیک اعمال سے بھی مسلمان میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

دعا عبادت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الدعاء مخ العبادة۔ (کنز العمال)

دعا عبادت کا مغز ہے۔

دعا کی اہمیت کو نبی کریم ﷺ نے ان کلمات طیبات سے ذکر فرمایا ہے۔

الدعاء سلاح المومن وعماد الدین ونور السموٰت والارض۔ (المستدرک)

دعا مومن کا ہتھیار ہے دعا دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان اس کے نور سے منور ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عظیم بارگاہ میں التجا ہے۔ یا اللہ میری، میرے والدین کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کی بخشش و مغفرت فرما۔

احادیث سے ایصالِ ثواب کا ثبوت

فوت شدہ مسلمانوں کیلئے اگر کوئی چیز صدقہ کی جائے تو اس کا ثواب اور اجر مردے کو ملتا ہے۔

صدقہ سے میت کو نفع

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عن عائشة ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیه وسلم ان امی افتلتت نفسها واظنها لو تکلمت تصدقت فهل لها اجرٌ ان تصدقت عنها قال نعم۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ

سے عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئیں ہیں اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بات کرسکتیں تو صدقہ کرتیں اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کردوں تو کیا ان کو اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (یعنی ان کو اس کا اجر ملے گا)

پانی کا ثواب

حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں۔

عن سعد بن عبادۃ انه قال یارسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال المآء فحضر بئراً وقال هذہ لام سعدٍ۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۶)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یارسول ﷺ سعد کی والدہ فوت ہوگئیں، پس کس چیز کا صدقہ کرنا سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی کا، انہوں نے کنواں کھودا اور کہا کہ یہ (کنواں) سعد کی ماں کیلئے ہے۔

اسی طرح حضرت سعد بن عبادہ نے اپنی ماں کی طرف سے پھلوں والا باغ بھی صدقہ کیا۔ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶)

حضور ﷺ کی تعلیم

حضور ﷺ نے خود اپنی امت کیلئے ایصال ثواب کیا۔

(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۰

اور فرمایا اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد اور امت محمد (ﷺ) کی طرف سے قبول فرما۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۰)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کے عمل سے دوسرے مسلمان کو نفع پہنچتا ہے ان کے علاوہ بیشمار ایسی احادیث ہیں جن سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ زندہ مسلمان اپنے فوت شدہ مسلمانوں کیلئے صدقہ کریں یا ان کی طرف سے مانی ہوئی نذر پوری کریں تو اس کا اجر مردہ کو بھی ملے گا اور یہ اعمال کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی بھی واقع نہیں ہوگی۔

(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۹، سنن دار قطنی ج ۲ ص ۱۹۵، صحیح البخاری ج ۲ ص ۱۰۸۸، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۳۸)

مقام غور ہے

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ محترمہ مرحومہ کیلئے حضور ﷺ کے فرمان پہ صدقہ کے طور پہ کنواں کھدوایا اور فرمایا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے اگر آج کوئی شخص کسی حلال چیز کو کسی کی طرف منسوب کردے مثلاً بکرا، گائے، مرغا، غلہ اور روپے وغیرہ کو اپنے والدین، رشتہ داروں یا کسی نبی، صحابی اور اولیاء کرام کے ناموں سے منسوب کردے اور یہ کہے یہ چیز غوث پاک کیلئے ہے جیسے عام طور پہ لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ دیہاتوں میں لوگ مرغا یا بکرا پالتے ہیں اور کہتے ہیں یہ گیارہویں والے یعنی غوث پاک کا بکرا ہے اور پھر بوقت ذبح اللہ کا نام لے کر ذبح کردیتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے

اور حدیث پاک سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف کنویں کی نسبت کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کنویں سے لوگ پانی پئیں گے ان کے بدلے جو ثواب ہو گا وہ سعد کی ماں کیلئے ہے بعینہٖ اسی طرح اس دور میں جو نسبت کسی فوت شدہ مسلمان کی طرف کی جاتی ہے اس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ کسی کی طرف منسوب شدہ چیز کا ایصال ثواب مقصود ہوتا ہے یہ عمل صحابہ کرام کے عمل کے عین مطابق ہے۔ اس کیلئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل قابل غور ہے۔

حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حج واسطے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اور فرمایا تمہارے شہر بصرہ کے قریب ایک بستی ہے جس کا نام ایلہ ہے۔ اس میں ایک مسجد عشار ہے لہٰذا تم میں سے میرے ساتھ کون وعدہ کرتا ہے کہ اس مسجد میں میرے لئے دو رکعت یا چار رکعتیں پڑھے اور کہے کہ یہ رکعتیں ابو ہریرہ کے واسطے ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۴۶۸)

اس حدیث کو مولانا زکریا نے بھی نقل کیا ہے۔

(فضائل الصدقات ص ۹۴)

رکعتیں منسوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ثواب حضرت ابو ہریرہ کیلئے ہے اسی طرح آج بھی اگر کوئی چیز کسی بزرگ کی طرف منسوب کر دی جائے تو اس کا مطلب بھی یہ ہوتا ہے کہ اس کا ثواب مقصود ہوتا ہے۔

میت کیلئے صدقہ' شفاعت اور دعائے مغفرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا مات الانسان انقطع عنہ' عملہ' الامن ثلاثۃٍ الامن صدقۃٍ جاریۃٍ اَوْ علمٍ ینتفعُ بہٖ او ولدٍ صالحٍ یدعولہ۔

(مسلم' مشکوٰۃ ص ۳۲)

جب انسان مرجاتا ہے تو اسکے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین اعمال کا ثواب جاری رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ' وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی رہتی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میت کا جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد سو تک پہنچے اور وہ میت کی شفاعت کریں تو ان کی شفاعت ضرور قبول کی جاتی ہے۔

(مسلم شریف مترجم ج ۲ ص ۵۹۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرا شوہر فوت ہو گیا تو میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ فوت ہو گیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا مغفرت کرو۔ (مسلم شریف)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ

١) انسان جو دنیا میں نیک عمل کر جاتا ہے اس کا مرنے والے انسان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ مثلاً زندگی میں صدقہ جاریہ کیا' مسجد بنادی' پل تعمیر کروادیا' پینے کیلئے کنواں بنوادیا' کسی کو کتابیں لے کر دے دیں ان سے جیسے زندگی میں اسے ثواب ملتا تھا مرنے کے بعد بھی اسی طرح اس وقت تک ثواب ملتا رہے گا جب تک یہ چیزیں قائم رہیں گی اور مخلوق خدا ان سے استفادہ کرتی رہے گی۔

٢) اسی طرح اگر کوئی مرنے والا کسی کو ہنر سکھا گیا' جس سے وہ سیکھنے والا فائدہ حاصل کرتا رہا یا ایسی تعلیم دی جس سے زندگی میں فائدہ حاصل کیا گیا تو مرنے والے کو اس وقت تک اس کا ثواب ملتا رہے گا جب تک دی گئی تعلیم کا سلسلہ جاری رہے گا۔

٣) سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا' وہ نیک بچہ جو اپنے مرنے والے ماں' باپ کیلئے دعا مانگے تو اس کا فائدہ بھی مرنے والے کو پہنچتا ہے۔

٤) نماز پڑھنے والے افراد مل کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میت کیلئے شفاعت کی درخواست کریں تو بخشے جانے کی امید ہے۔

٥) میت کیلئے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔ اس کا حکم رسول اکرم ﷺ نے خود فرمایا۔ ظاہری سی بات ہے' دعا سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے تبھی تو آپ ﷺ نے دعائے مغفرت کا حکم دیا۔ اگر دعا کرنے سے فائدہ نہ پہنچتا ہوتا تو آپ ﷺ دعا کا حکم ہی نہ دیتے۔

اہل میت کے گھر جمع ہو کر بیٹھنا اور فاتحہ خوانی کرنا

جب کسی کے ہاں میت ہو جاتی ہے تو لوگ ان کے گھر جمع ہوتے ہیں اور میت کیلئے مغفرت و بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔ یہ سنت کے عین مطابق ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے۔

صحابی رسول ﷺ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا' جب دو یا تین دن گزر گئے تو حضور ﷺ اس گھر میں تشریف لائے جہاں صحابہ کرام بیٹھے تھے آپ ﷺ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ ماعز بن مالک کی بخشش کی دعا کرو تو صحابہ کرام نے (آپ ﷺ کے ساتھ) ماعز بن مالک کی مغفرت کی دعا مانگی۔

(مسلم شریف ج ٢ ص ٦٨)

اس حدیث پاک سے میت کے گھر صحابہ کرام کا جمع ہونا بھی ثابت ہوا اور حضور ﷺ کا میت کی دعائے مغفرت کیلئے میت کے گھر جانا اور دعا مغفرت کرنا بھی ثابت ہوگیا۔

اب رہا یہ سوال کہ میت کیلئے دعا کرنا تو جائز ہے آیا دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہے یا کہ نہیں؟ یہ بھی جائز ہے کیونکہ کوئی بھی چیز جب کسی سے مانگی جاتی ہے تو ہاتھ پھیلا کر ہی لی جاتی ہے۔

دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا

حضور ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب بھی دعا مانگتے تھے تو ہاتھ

اٹھا کر مانگتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۶، مسلم شریف ج ا ص ۳۱۳)

صحابی رسول حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابو عامر (رضی اللہ عنہما) ایک جنگ میں شریک ہوئے، ابو عامر جنگ میں شہید ہو گئے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سرور عالم ﷺ کو حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دے کر ان کا پیغام پہنچایا تو حضور ﷺ نے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی ''اے اللہ! اپنے بندے ابی عامر کی مغفرت فرما'' راوی کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کی زیارت کر لی۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۰۳)

اس کے علاوہ متعدد احادیث سے حضور ﷺ کا میت کی مغفرت کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اسے بدعت کہتا ہے تو عناد اور بغض کے سوا اس کے پاس کچھ بھی نہیں اور حقیقت حال کیا ہے؟ اس کا اندازہ مذکورہ بالا احادیث سے کرنا مشکل نہیں ہے جن میں سرور دو عالم ﷺ کا ہاتھ اٹھا کر میت کیلئے دعائے مغفرت کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ میت کیلئے مغفرت کی دعا کرنا اور وہ بھی ہاتھ اٹھا کر سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

جس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے مانگو اور

ہاتھوں کی پشت کے ساتھ نہ مانگو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیرو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۵، ابوداؤد)

دعا کی برکت، خزانہ حسنات و بلندی درجات

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کی نیکیاں پہاڑوں کی مثل ہوں گی، وہ عرض کرے گا یہ مجھے کہاں سے مل گئیں، تو اسے کہا جائے گا، یہ تیرے بیٹے کی دعا مغفرت ہے جو وہ تیرے لئے کرتا تھا۔

(الادب المفرد للبخاری ص ۹ شرح الصدور ص ۱۲۷)

سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ ایک بندے کو جنت میں بلند مقام عطا فرمائے گا وہ عرض کرے گا اے اللہ! مجھے یہ مقام کہاں سے ملا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تیرے بیٹے کی تیرے حق میں دعا کی برکت ہے جو تیرے لئے دعائے مغفرت مانگتا تھا۔

(مشکوٰۃ ص ۲۵۶، الادب المفرد للبخاری ص ۲۰، ۲۱، شرح الصدور ص ۱۲۷)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر نیک بندے کیلئے دعا بخشش کی جائے تو اس کے درجے بلند ہو جاتے ہیں اور اگر گنہگار کیلئے کی جائے تو اس سے سختی اور عذاب دور ہو جاتا ہے۔

زندوں کا تحفہ مردوں کیلئے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مردہ کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے اور جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اس کو دنیا ومافیہا سے محبوب تر ہوتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر ورحمت عطا کرتا ہے اور بیشک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کیلئے بخشش کی دعا مانگی جائے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

اس حدیث سے مردہ کا دعاءِ بخشش کا منتظر ہونا اور زندوں کے ہدیے و تحفے یعنی دعاو بخشش کا اس کیلئے بہت ہی مفید ہونا اظہر من الشّمس ہے۔

تخفیف عذاب

حضور ﷺ کا گذر دو قبروں سے ہوا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا ان کو گناہ کبیرہ کے سبب عذاب ہو رہا ہے ان میں سے ایک پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا آپ (ﷺ) نے کھجور کی سبز شاخ کو لیا اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور پھر دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا جب تک یہ شاخیں خشک نہ

ہوں گی اس وقت تک ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۲، مشکوٰۃ شریف ص ۴۲)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے۔ (سورۃ حشر: ۱)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک شاخیں تر رہیں گی اللہ کا ذکر کریں گی اور اس سے صاحب قبر کو نفع پہنچے گا۔ اسی لئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد بعض لوگ قبر پر ہری شاخ لگا دیتے ہیں اور قبر پر پھول ڈالتے ہیں یہ جائز ہے اور اس کی اصل یہ حدیث پاک ہے۔ تو اب مقام غور ہے کہ ایک درخت کی ٹہنی اللہ کا ذکر کرے تو اس کے ذکر کی برکت سے قبر والوں کا عذاب کم ہو۔ تو کیا جو حضور ﷺ کا ذکر کرے قرآن پڑھے، اس سے قبر والوں کو نفع نہ پہنچے گا؟ یقیناً اس کا نفع قبر والوں کیلئے موجب بخشش وبلندی درجات ہوگا۔

چنانچہ بہت سے صحابہ کرام اور بزرگان دین نے بوقت وفات وصیتیں کی ہیں کہ ہماری قبروں پر کھجور کی تر شاخیں رکھا کرنا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''قبر پر پھول اور خوشبو والی کوئی چیز رکھنا صاحب قبر کی روح کی مسرت کا باعث ہے اور یہ شرعاً ثابت ہے''۔ (فتاویٰ عزیزیہ ج ۱)

ایصال ثواب پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا معمول

جہاں ہمیں قرآن اور حضور اکرم ﷺ کے عمل مبارک سے ایصال ثواب کے متعلق راہنمائی ملتی ہے وہاں صحابہ کرام سے بھی ایصال ثواب کا ثبوت ملتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے خود ایصال ثواب کا حکم فرمایا اور طریقہ بتلایا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے مت روکو اور اسے جلد قبر تک پہنچاؤ اس کے سرہانے ابتداء سورہ بقرہ مفلحون تک اور پاؤں کی جانب خاتمہ سورۃ بقرہ یعنی امن الرسول سے آخر تک پڑھو۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان بحوالہ تصحیح العقائد ص ۱۲۱)

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انصار (صحابہ کرام) کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جمع ہو کر اس کی قبر پر آتے جاتے اور اس کیلئے قرآن شریف (برائے ایصال ثواب) پڑھا کرتے تھے۔

(شرح الصدور ص ۱۳۰)

سعد بن علی زنجانی نے فوائد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

حضور ﷺ نے فرمایا...... جو شخص قبرستان جائے اور پھر سورۃ فاتحہ

اور قل ھو اللہ احد اور الھٰکم التکاثر پڑھے پھر کہے اے اللہ! جو کچھ میں نے تیرا کلام پڑھا اس کا ثواب قبرستان والے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پہنچا تو وہ لوگ خدا کے یہاں اس کے سفارشی ہوں گے۔ (مرقاۃ ج ۲ بحوالہ تصحیح العقائد ص ۱۲۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

بیشک جو قبرستان جا کر سورۃ یٰسین پڑھے اللہ تعالیٰ تخفیف عذاب فرماتا ہے اور بیشمار حسنات عطا فرماتا ہے۔ تصحیح العقائد ص ۱۲۲)

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ایک اپنی طرف سے قربانی کیا کرتے اور دوسری حضور ﷺ کی جانب سے۔

(ترمذی ص ۱۸۴)

تیجہ، ساتواں، چالیسواں کا ثبوت

قرآن و احادیث اور عمل صحابہ سے بصراحت یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ میت کیلئے ایصال ثواب کرنا جائز ہے چاہے وہ مالی عبادت ہو یا بدنی ہو۔ یعنی میت کیلئے دعا کی جائے یا صدقہ دیا جائے، قرآن کریم کی تلاوت ہو یا میت کی قبر پر تر شاخ رکھی جائے .... اور پھر دعا اجتماعی کی جائے یا انفرادی طور پہ کی جائے، ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جائے یا بغیر ہاتھ اٹھائے سب طرح جائز ہے غرضیکہ یہ تمام صورتیں ایصال ثواب کی ہیں اب اگر کوئی شخص سوال کرنا شروع کر دے کہ تیجہ کیوں کیا جاتا ہے ساتواں یا چالیسواں فضول

ہے۔ تو یہ کہنے والے کی نادانی ہی ہو سکتی ہے اس لئے کہ جب ایصال ثواب کی تمام صورتیں جائز ہیں تو اسے ناجائز کیوں کہا جائے؟ جبکہ مذکورہ بالا طریقوں کو فرض یا واجب بھی نہ مانا جائے بلکہ مستحب سمجھا جائے تو اسے ناجائز کہنا از خود ناجائز ہے۔

احادیث پاک اور محدثین سے تیجہ، ساتواں اور چالیسواں کا ثبوت بھی ملتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے تیسرے دن صحابہ کرام کے ساتھ مل کر حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کیلئے ان کے گھر جا کر مغفرت کی دعا کی ہے۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۶۸)

ملا علی قاری فتاویٰ الاوزجندی میں نقل فرماتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ، فرزند رسول مقبول ﷺ کی وفات کو تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس خشک کھجوریں اور دودھ لائے جس میں جو کی روٹی تھی اس کو حضور ﷺ کے قریب رکھا، حضور ﷺ نے اس پر سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور منہ پر پھیر لئے اور حکم دیا کہ اسے لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (تصحیح العقائد ص ۱۲۷)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میت پر پہلی رات سخت ہے پس اس کیلئے صدقہ خیرات کرو اور لائق ہے کہ ہمیشگی کریں صدقہ میت پر سات دن اور بعضوں نے کہا ہے کہ چالیس روز تک میت اپنے گھر کی شائق ہوتی ہے۔

(تصحیح العقائد ص ۱۲۸)

شاہ ولی اللہ اور تیجہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بھی تیجہ ہوا۔ یہ بھی یاد رہے کہ دیوبندی اور اہلحدیث شاہ ولی اللہ کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

تیسرے دن لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی قرآن پاک ختم ہوئے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوئے ہوں گے اور کلمہ طیبہ کا تو اندازہ ہی نہیں کہ کتنا پڑھا گیا ہوگا۔ (ملفوظات عزیزی ص ۸۰)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

مستحب یہ ہے کہ میت کی طرف سے اس کے فوت ہونے سے لے کر سات دن تک صدقہ اور خیرات کیا جائے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ باب زیارت القبور)

ان اقوال شریفہ پہ نظر رکھتے ہوئے سلف سے اب تک یکم سے لے کر چالیس دن تک خیرات وصدقات اور نذر و نیاز کا تعامل چلا آ رہا ہے۔

کھانا سامنے رکھ کر تلاوت کرنا اور دعا مانگنا

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں تو سامنے شرینی یا کھانا رکھ لیتے ہیں اور پھر قرآن کریم کی چند صورتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور آخر میں دعا مانگی جاتی ہے برکت کیلئے ایسا کرنا بالکل جائز

ہے۔ اگرچہ ایسا کرنا ضروری نہیں اور اگر کھانا سامنے رکھ کر ہی تلاوت کی جائے یا دعا مانگی جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں بلکہ کھانا سامنے رکھ کر تلاوت و دعا کرنے سے کھانا متبرک ہو جاتا ہے۔ یہ نبی پاک ﷺ سے ثابت ہے۔

حضور ﷺ نے ام سلیم سے روٹی منگوائی اور اس پر تلاوت فرمائی اور دعا کر کے صحابہ کرام میں تقسیم فرمایا۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۵، ترمذی مترجم ج ۲ ص ۶۴۱، دلائل النبوۃ (ابو نعیم) ص ۱۴۸، مجمع الزوائد (ابن حجر) ج ۸ ص ۳۰۷، مشکوٰۃ مترجم ج ۲ ص ۵۳۷، مسلم ج ۲ ص ۱۷۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ نے کھجوروں کے توشہ پر برکت کی دعا فرمائی۔

(البدایہ والنہایہ، ابن کثیر ج ۶ ص ۱۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور ﷺ نے پانی کے ڈول پر برکت کی دعا فرمائی۔

(بخاری ج ۲ ص ۵۹۸)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ نے کھجوروں اور دودھ پر برکت کی دعا فرمائی۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ پھلوں پر برکت کی دعا کر کے بچوں میں تقسیم فرما

دیتے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کھانے پر قرآن پڑھنے سے کھانے کے اجزا تلاوت کے انوار سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ (عوارف المعارف ص ۱۷۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول مبارک تھا کہ کھانے پر قرآن پڑھ کر تناول فرماتے۔ (جواہر مجددیہ ص ۵۶)

شیخ المحققین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ امام الاولیاء وزیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے معمول مبارک کا یوں ذکر فرماتے ہیں۔

حضرت وزیر الدین رحمۃ اللہ علیہ جمعرات کو حضور ﷺ کی روح مطہرہ کیلئے زردہ پکاتے اور چاولوں کو سامنے رکھتے، تین مرتبہ قل ھو اللہ احد یعنی سورۃ اخلاص پڑھتے۔ (اخبار الاخیار ص ۲۲۷)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی علماء کے نزدیک شریعت کے بادشاہ کہلاتے ہیں۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

جس طعام کا ثواب امام حسن و حسین کی نیاز ہو اور اس پر سورۃ فاتحہ اور قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۷۱)

حضور ﷺ اور اکابرین امت کے معمولات مبارکہ اور ارشادات سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر کھانے یا شرینی پر قرآن پڑھنا اور دعا مانگنا جائز ہے اور باعث برکت ہے۔

ایصال ثواب اور فقہاء اسلام

ایصال ثواب تمام فقہاء اسلام کے نزدیک بھی جائز اور مستحسن امر ہے اس سلسلے میں فقہا' احناف' شافعیہ' مالکیہ اور فقہاء حنابلہ کے نظریات نہایت اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب شرح صحیح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں۔

میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے اور اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے' امام ابراہیم بن حبان نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ' بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا ہم اپنے فوت شدہ لوگوں کیلئے دعا کرتے ہیں' ان کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں کیا یہ ان تک پہنچتا ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا یہ ان تک پہنچتا ہے اور وہ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص ہدیہ سے خوش ہوتا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۲۲' شرح صحیح مسلم ج ۴ ص ۵۰۴)

علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی لکھتے ہیں۔

ہمارے نزدیک انسان کیلئے اپنے عمل کا ثواب غیر کو پہنچانا جائز ہے' خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا تلاوت قرآن یا ذکر یا طواف یا حج یا عمرہ یا ان کے علاوہ کوئی اور عمل ہو یہ چیز کتاب اور سنت سے ثابت ہے۔
(البحر الرائق ج ۳ ص ۶۳)

علامہ نابلسی حنفی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (الحدیقۃ الندیہ ص ۲۴۲)

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں۔

امام دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان سے گذرا اور اس نے گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچا دیا تو اس شخص کو مردوں کے عدد کے برابر اجر دیا جائے گا۔ (مراقی الفلاح ص ۲۷۷)

علامہ طحطاوی لکھتے ہیں۔

اہلسنّت کے نزدیک یہ جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے زندہ یا مردہ کو پہنچادے اور ثواب پہنچانے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی کیونکہ امام طبرانی اور امام بیہقی نے اپنی اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص والدین کی طرف سے صدقہ کرے اس کے والدین کو اجر ملے گا اور اس کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۷۶)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب عالم گیری میں ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے
خواہ نماز ہو یا روزہ صدقہ ہو یا کوئی اور نیک عمل جیسے حج اور قرآن مجید کی
تلاوت واذکار، انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت، شہداء، اولیاء اور صالحین کی
قبروں کی زیارت، مردوں کو کفن دینا اور تمام نیکی کے کام، اسی طرح غایت
سروجی شرح ہدایہ میں بھی ہے۔ (عالم گیری ج ۱ ص ۲۵۷)

فقہاء شافعیہ

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنے سے
میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اس کو فائدہ ہوتا ہے اسی طرح علماء کا اس پر اتفاق
ہے کہ میت کو دعا کا فائدہ پہنچتا ہے اور یہ احادیث سے ثابت ہے۔
(شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۴)

علامہ زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے؟
فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ (شرح الصدور ص ۱۳۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
زائر قبور کیلئے مستحب یہ ہے کہ جتنا اس سے ہو سکے قرآن پڑھے اور
اہل قبور کیلئے دعا کرے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نص پیش کی ہے اور تمام
شافعی حضرات اس پر متفق ہیں اور اگر قبر پر قرآن شریف ختم کیا جائے تو اور

بھی افضل ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۳۰)

فقہاء مالکیہ

علامہ ابو عبداللہ ولسانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ غیر کی طرف سے صدقہ کا ثواب
پہنچتا ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۳۴۴)

نیز لکھتے ہیں۔
جو شخص میت کیلئے ایصال ثواب کرتا ہے اس کو بھی اپنی سعی کا اجر ملتا
اور اگر کوئی شخص اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور اس کا ثواب
میت کو پہنچاتا ہے تو اس تلاوت کا ثواب بھی میت کو ملے گا۔
(اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۳۴۵)
علامہ ابو عبداللہ السنوی مالکی نے بھی بعینہ یہی لکھا ہے۔
(اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۳۴۵)

فقہاء حنابلہ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
جب تم قبرستان جاؤ تو سورۃ فاتحہ اور معوذتین اور سورۃ اخلاص پڑھو
اور ان کا ثواب اہل مقابر کو پہنچاؤ۔ کیونکہ وہ ان کو پہنچتا ہے۔
(شرح الصدور ص ۱۳۰)

شیخ ابو العباس ابن تیمیہ حنبلی حرانی لکھتے ہیں۔

سنت صحیحہ کی تصریح کے مطابق میت کیلئے جو نیک اعمال کئے جاتے ہیں ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور میت کو اس سے نفع ہوتا ہے اور تمام آئمہ کا اتفاق ہے.............حدیث صحیح میں ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کیلئے دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جب بھی وہ دعا کرتا ہے فرشتہ آمین کہتا ہے۔

اسی طرح حدیث صحیح میں ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص نماز جنازہ پڑھتا ہے اس کو ایک قیراط اجر ملتا ہے اور جو دفن ہونے تک جنازے کے ساتھ رہتا ہے اس کو دو قیراط اجر ملتا ہے.............اور ایک قیراط احد پہاڑ جتنا ہے'' کبھی اللہ تعالیٰ میت کی دعا سے نماز جنازہ پڑھنے والے پر رحمت فرماتا ہے اور کبھی اس زندہ کی دعا سے میت پر رحم فرماتا ہے۔

(مجموعہ الفتاویٰ ج ۷ ص ۴۹۹، ۵۰۰)

نیز ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

مرنے کے بعد انسان کا استحقاق صرف اپنی عبادات پر ہے لیکن دوسرے مسلمان جو اس کی تبرع اور احسان سے نیک اعمال کا ایصال ثواب کریں وہ ثواب اس کو پہنچتا ہے۔ (مجموعہ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۶۷)

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے بعض رسائل میں ایصال ثواب کے ثبوت پر تیس دلائل قائم کئے

ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۵۰۷)

دیگر فقہاء و اولیاء کرام

فقہاء اربعہ یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہاء سے ایصال ثواب کا ثبوت آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے اس کے بعد تو کسی بھی اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اب دیگر فقہاء اور اولیاء کرام سے بھی ایصال ثواب کا ثبوت اور معمول ملاحظہ فرمائیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شیخ عزالدین بن سلام سے میت کو قرآن خوانی کا ثواب پہنچانے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۲۳)

حضرت حماد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان میں گیا اور وہیں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں نے دیکھا کہ اہل قبور حلقہ باندھ کر بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے جس کو ہم ایک سال سے بانٹ رہے ہیں۔ (شرح الصدور ص ۱۳۰)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ولی کامل

تھے فرماتے ہیں۔

میں جمعہ کی رات کو قبرستان گیا تو دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے اور خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔ غیب سے آواز آئی' اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انہوں نے قبروں والوں کو بھیجا ہے' میں نے کہا تمہیں اللہ کی قسم ہے مجھے بتاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے؟ اس نے کہا ایک مومن مرد نے اس رات اس قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور ان دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا اور کہا اے اللہ! ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبروں والے مومنین کو بخشا۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی و فرحت پیدا فرما دی ہے۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں اس کے بعد میں ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات میں مومنین کو اس کا ثواب بخشتا۔ ایک رات میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا' آپ نے فرمایا اے مالک بن دینار بیشک اللہ نے تجھ کو بخش دیا ہے جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے اور اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے ثواب کیا ہے اور نیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام منیف ہے۔ میں نے عرض کیا منیف کیا ہے؟

فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں گے۔ (شرح الصدور ص ۱۲۸)

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تمام فقہاء کرام نے حکم کیا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے اور اعتکاف کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے امام ابوحنیفہ' امام مالک اور امام احمد بھی اس کے قائل ہیں اور حافظ شمس الدین بن عبدالواحد نے فرمایا ہے کہ مسلمان قدیم سے شہر میں جمع ہو کر مردوں کیلئے قرآن خوانی کرتے ہیں اور اس پر اجماع ہے۔ (تذکرۃ الموتی والقبور بحوالہ ثواب العبادات مصنف خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ص ۱۶)

امام قرطبی' حضرت حماد مکی' حضرت مالک بن دینار اور حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خیالات و نظریات سے بھی ثابت ہوا کہ ایصال ثواب جائز ہے اور مردوں کو اس کی برکات نصیب ہوتی ہیں۔

ثواب کیلئے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول مبارک

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فقیر کی عادت تھی کہ کھانا پکاتا تھا تو آل عبا کی روحانیت مطہرہ کیلئے مخصوص کرتا تھا اور (ایصال ثواب میں) حضور ﷺ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ' حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرات حسنین امامین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین کو ملاتا تھا۔

ایک رات فقیر خواب میں دیکھتا ہے کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ فقیر آپ (ﷺ) کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے آپ

(صلی اللہ علیہ وسلم) فقیر کی طرف توجہ نہیں فرماتے اور رخ انور بجائے فقیر کے دوسری جانب رکھتے ہیں اسی دوران میں مجھ سے فرمایا کہ ہم کھانا عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر سے کھاتے ہیں۔ جو شخص ہمیں کھانا بھیجے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر بھیجے اس وقت فقیر کو معلوم ہو گیا کہ توجہ شریف نہ مبذول فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ فقیر اس کھانے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات کو تمام اہلبیت کے ساتھ شریک کرتا اور تمام اہل بیت سے توسل کرتا۔

(مکتوبات شریف حصہ ۶ دفتر ۲ مکتوب ۳۶ ص ۸۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں۔

قرآن مجید ختم کرنا اور نفل نماز پڑھنا اور تسبیح و تحلیل کرنا اور اس کا ثواب والدین کو یا استاد کو یا بھائیوں کو بخش دینا بہتر ہے اس لئے اس میں دوسروں کا بھی نفع ہے اور اپنا بھی فائدہ ہے اور نہ بخشنے سے صرف اپنا فائدہ ہے اور یہ بھی ہے کہ شاید دوسرے کے طفیل اس کا عمل بھی قبول ہو جائے۔

(مکتوبات شریف حصہ ۷ دفتر ۲ ص ۷۸)

قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا ارشاد اور معمول کی روشنی میں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید ختم کر کے بخش دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ نہ بخشنے سے بہتر اور افضل ہے اس کے علاوہ بیشمار دلائل ہیں جنہیں اختصار کے پیش نظر درج نہیں کیا جا رہا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ جتنے بھی اولیاء کرام گذرے ہیں یا موجودہ ہیں سبھی ایصال ثواب

کے قائل اور عامل رہے ہیں اور اولیاء کرام میں سے کسی نے بھی ایصال ثواب کا انکار نہیں کیا۔ انہی کے طریقہ کو جاری رکھتے ہوئے آج بھی ان کے مزارات پہ لوگ کثرت سے خیرات کرتے ہیں اور ان کے روح پر فتوح کو ایصال ثواب کرتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں اور قرآن خوانی کرتے ہیں۔

چودھویں صدی کے اکابرین علمائے اہلسنّت

فقہاء اور اولیاء کرام سے ایصال ثواب کے ثبوت کے بعد مناسب ہے کہ چودھویں صدی کے اکابرین علماء اہلسنّت سے بھی ایصال ثواب کا ثبوت پیش کیا جائے تا کہ معلوم ہو کہ علماء اہلسنّت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی صحیح سمت راہنمائی فرمائی ہے اور یہ کوئی جدید مسئلہ نہیں گھڑا بلکہ بعینہٖ اسلام کا تقاضا پورا کیا ہے اور اس تسلسل کو بیان کیا ہے جس کا ثبوت قرآن کریم سے لے کر آج تک امت مسلمہ کرتی چلی آ رہی ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحہ کے متعلق تمام مسائل کو فتاویٰ رضویہ میں تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔

فاتحہ دلاتے وقت کھانا سامنے رکھنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں ہے لیکن اگر کوئی ایسا کر لیتا ہے تو اس کے سبب وصولِ ثواب یا جواز فاتحہ میں کچھ خلل نہیں، جو اسے ناجائز و ناروا کہے اس کا ثبوت دلیل شرعی سے دے، ورنہ اپنی طرف سے بحکم خدا و رسول کسی چیز کو

ناجائز و ناروا کہہ دینا خدا اور رسول پر افترا کرنا ہے ہاں اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے لیکن نفس فاتحہ میں اس اعتقاد سے بھی کچھ حرف نہیں آتا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۹۵)

گیارہویں شریف کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

گیارہویں شریف جائز ہے اور باعث برکات اور وسیلہ مجربہ قضاء حاجات ہے اور خاص گیارہویں کی تخصیص عرفی اور مصلحت پر مبنی ہے جبکہ اسے شرعاً واجب نہ جانے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۱۴)

نیز فرماتے ہیں کہ

عرس، تیجہ، دسواں، چہلم وغیرہ جائز ہیں۔ حضور ﷺ نے ایصال ثواب کیلئے حکم بھی دیا اور صحابہ کرام نے ایصال ثواب کیا اور آج تک کے مسلمانوں کا اس پر اجماع رہا۔ عرس منہیات شرعیہ سے خالی ہو اور شرینی پر ایصال ثواب یہ سب جائز ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۱۸)

تیجہ اور چالیسواں کو معین کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اموات مسلمین کو ایصال ثواب قطعاً مستحب ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "تم میں سے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے تو نفع پہنچائے اور یہ تعینات عرفیہ ہیں، ان میں اصلا حرج نہیں، جبکہ انہیں شرعاً لازم نہ جانے، یہ نہ سمجھے کہ انہی دنوں ثواب پہنچے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۲۴)

(بلکہ جب بھی اموات مسلمین کیلئے ایصال ثواب کیا جائے گا، خواہ دوسرے دن ہو یا تیسرے دن، پانچویں دن فاتحہ دلائی جائے یا دسویں دن اس کا نام چہلم رکھ دیا جائے یا سال کی فاتحہ یا کوئی بھی مناسب نام رکھ دیا جائے سب جائز ہے) اور پھر جس کیلئے چاہے نیاز و فاتحہ دلا سکتا ہے۔

حضرت خاتون جنت کی نیاز کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

حضرت خاتون جنت کی نیاز کا کھانا پردے میں رکھنا اور مردوں کو نہ کھانے دینا یہ عورتوں کی جہالتیں ہیں انہیں اس سے باز رکھا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۲۵)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحہ کے ثبوت کو بہت ہی مدلل طور پر بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں۔

نووی کتاب الاذکار باب تلاوت القرآن میں فرمایا کہ انس بن مالک ختم قرآن کے وقت اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا مانگتے۔ حکیم ابن عتبہ فرماتے ہیں کہ ایک مجمع کو مجاہد و عبدہ ابن ابی لبابہ نے بلایا اور فرمایا کہ ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ آج ہم قرآن پاک ختم کر رہے ہیں اور ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت مجاہد سے بروایت صحیح منقول ہے کہ بزرگان دین ختم قرآن کے وقت مجمع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس

وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔لہٰذا تیجہ و چہلم کا اجتماع سنت سلف ہے۔

(جاء الحق حصہ ا ص ۲۶۲)

نیز فرماتے ہیں۔

حدیث میں ہے جو شخص گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

(جاء الحق حصہ ا ص ۲۶۳)

فاتحہ کا طریقہ اور اسے بخشنے کے متعلق بحوالہ شامی تحریر فرماتے ہیں۔

جو ممکن ہو قرآن پڑھے، سورۃ فاتحہ، بقرہ کی اول آیات اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور سورۃ یٰسین، ملک اور سورۃ تکاثر سورۃ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات تین دفعہ پھر کہے کہ اے اللہ جو کچھ میں نے پڑھا فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچادے۔

شامی کی اس عبارت پہ تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ان عبارات میں فاتحہ مروجہ کا پورا طریقہ بتایا گیا ہے یعنی مختلف جگہ سے قرآن پڑھنا۔ پھر ایصال ثواب کی دعا کرنا اور دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔لہٰذا ہاتھ اٹھائے، غرضیکہ فاتحہ مروجہ پوری پوری ثابت ہوئی۔

(جاء الحق حصہ ا ص ۲۶۳)

علامہ سیّد محمود احمد رضوی

عصر حاضر کے عظیم محقق شارح صحیح بخاری علامہ سیّد محمود احمد رضوی

مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

امت کیلئے ایصال ثواب دعائے استغفار مسنون ہے۔ بکثرت احادیث اس بارے میں وارد ہیں خصوصاً ماں، باپ، بھائی، دوست کی دعا کا تو مردہ انتظار کرتا ہے۔ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ کھانا پکا کر میت کے نام تقسیم کیا جائے۔غریبوں کو کپڑے اور ہر ضرورت کی چیز مہیا کی جائے قرآن پڑھ کر اموات کو بخشا جائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نوافل پڑھ کر اس کا ثواب والدین کو بخشا جائے۔(اسلامی تقریبات ص ۳۶)

سید صاحب دوسرے مقام پہ تحریر فرماتے ہیں۔

بزرگان دین اور اور وفات شدہ مسلمانوں کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ یہ تقاریب خلاف شرع امور سے پاک ہونی چاہئیں۔عرس، مشہور کے دن تاریخ اسلام کے اہم واقعات کی یاد منانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسلام کی ان مقتدر شخصیات کی سیرت وصورت، اخلاص و تعلیم سے عوام کو روشناس کرایا جائے تا کہ ان بزرگان دین کے اسوہ کو اختیار کرنے کی مسلمانوں میں تڑپ پیدا ہو۔اسی طرح تاریخی واقعات کو منانے کا مدعا یہ ہونا چاہیے کہ افراد امت سبق حاصل کریں اور ان میں عمل کا جذبہ پیدا ہو۔اس ضمن میں بزرگوں کو ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی، کلمہ شریف کا ورد، درود شریف کی تلاوت، حاضرین میں شرینی و کھانے وغیرہ کی تقسیم کا حسب توفیق اہتمام کیا جائے۔(اسلامی تقریبات ص ۱۰۲)

اس کے علاوہ بخاری شریف کی شرح کرتے ہوئے بھی ایصال ثواب

کا مدلل طور پر تجزیہ کرتے ہوئے اسے ثابت کیا ہے۔

(فیوض الباری فی شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۸)

پروفیسر محمد طاہر القادری

عصر حاضر کی مایہ ناز شخصیت مفکر اسلام مفسر قرآن پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب ایک سوال کے جواب میں ایصال ثواب کے متعلق فرماتے ہیں سوال کیا گیا۔

س کیا فوت شدگان کو کسی قسم کا ثواب پہنچانا جائز ہے؟

(تربیتی نصاب ج ۱ ص ۲۷۷)

ج نہ صرف جائز ہے بلکہ با اصرار اس کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا خود انسان کو بھی نفع دیتا ہے اور جس کو ثواب پہنچایا جائے اس کو بھی نفع ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، تلاوت قرآن اور ذکر پاک غرض ہر قسم کی عبادات اور ہر عمل صالح فرض و نفل کا ثواب قبر والوں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔

ان کے علاوہ تمام اکابر و اصاغر علماء اہلسنّت نے ایصال ثواب کے متعلق تفصیلی محققانہ دلائل پیش کیے ہیں جن میں مفسر قرآن محقق دوراں ادیب شہیر پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری نے تفسیر ضیاء القرآن محدث العصر علامہ شیخ الحدیث غلام رسول صاحب سعیدی نے شرح صحیح مسلم میں، علامہ عبدالمصطفیٰ الاعظمی نے جنتی زیور میں، خطیب پاکستان الحاج محمد شفیع اوکاڑوی نے ثواب العبادات میں، شاعر اہلسنّت علامہ صائم چشتی نے

"گیارہویں شریف" کے نام سے موسوم ضخیم کتاب میں ایصال ثواب کا ثبوت قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کیا ہے۔

یہ تو تھے علماء اہلسنّت جن کی آراء آپ نے مطالعہ فرمالیں۔

مذہب دیوبند کے سرخیل

اب ان اکابرین اور نامور، ہستیوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جنہیں علماء دیوبند اپنے مذہب کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ انہی بزرگوں کے مشن کی تکمیل کیلئے کوشاں ہیں اور اپنے مذہب کا سرخیل تسلیم کرتے ہیں۔ مذہب دیوبند کے سرخیل ایصال ثواب کے متعلق کیا نظریات رکھتے ہیں، ان کا اپنا عمل کیا رہا ہے اور ان کے ارشادات کیا ہیں؟ ان کا مطالعہ کیجئے اور فیصلہ دیجئے کہ موجودہ ایصال ثواب کا طریقہ کار ان کے افکار اور عمل کے مطابق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر مذہب دیوبند کے افراد کو اس پہ قطعی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود ہی اپنی تعمیر کردہ دیواروں کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہا ہے آپ بتائیے کیا اس سے عمارت زمین بوس نہیں ہوگی؟ لیجئے دلائل حاضر ہیں۔

طعام، شرینی سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور ایام کی تعیین

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ملت دیوبند کے ہاں شریعت کے بادشاہ

ہیں۔ بادشاہ شریعت کی زبانی طعام یا شرینی پر فاتحہ پڑھنے کے جواز کا حکم سنیں، شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

ختم قرآن کریں اور طعام یا شرینی پر فاتحہ پڑھنے اور اس کو حاضرین میں تقسیم کرنے میں زندوں اور مردوں دونوں کا فائدہ ہے۔

(فتاویٰ عزیزی ج ا ص ۳۸)

مزید لکھتے ہیں۔

جس طعام کا ثواب امام حسن اور حسین کی نیاز ہو اور اس پر سورۃ فاتحہ اور قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ا ص ۱۷)

شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

صالحین کی قبروں کی زیارت اور ان کی قبروں سے برکت حاصل کرنا اور ایصال ثواب' تلاوت قرآن' دعاء خیر اور تقسیم طعام و شرینی سے ان کی مدد کرنا بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے۔

(فتاویٰ عزیزی)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد شریف میں سرکاری طور پر گیارہویں شریف منائے جانے کا بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ ذکر کیا ہے فرماتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو مسلمان واکابرین شہر جمع ہوتے عصر سے مغرب تک تلاوت وقصائد ومنقبت

پڑھتے مغرب کے بعد ذکر جہر کرتے ہیں جس سے وجدانی کیفیت طاری ہوتی۔ پھر طعام شرینی وغیرہ جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔ (ملفوظات عزیزی ص ۶۲)

شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کا معمول

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے ایام وصال میں ان کے پاس آپ کی نیاز کیلئے کوئی چیز میسر نہ تھی۔ آخر کار کچھ بھنے ہوئے چنے اور گڑ پر نیاز دی۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس انواع واقسام کے طعام حاضر ہیں اور ان کے درمیان وہ گڑ اور چنے بھی رکھے ہیں۔ آپ نے کمال مسرت والتفات فرمایا اور کچھ آپ نے تناول فرمایا اور کچھ آپ نے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔

(انفاس العارفین ص ۴۱)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پس بعد ازاں تین سو ساٹھ مرتبہ سورۃ الم نشرح پڑھے پھر تین سو ساٹھ مرتبہ دعائے مذکور پڑھے پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے قدرے شرینی پر فاتحہ عام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے۔

(الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۴۱)

یہی شاہ صاحب دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اور کچھ قرآن پڑھے اور والدین و پیر و استاد اور اپنے دوستوں اور بھائیوں اور سب مومنین اور مومنات کی ارواح کو ثواب بخشے۔

(الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۶۱)

نیز شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

اور اسی ضمن میں بزرگوں کے عرسوں کی حفاظت کرنا ہے اور ان کی قبروں پر ہمیشہ جاتے رہنا اور ان کیلئے فاتحہ کو لازم کرنا اور ان کیلئے صدقہ کرنا ہے۔ (ہمعات ص ۵۸)

شاہ رفیع الدین

شاہ رفیع الدین محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

مجلس میں فاتحہ و ختم برائے حاضرین مجلس ہے۔ اگر یہ جماعت برسر قبر ہے اس جگہ تقسیم ہو اور ثواب اس کا ان اموات کو پہنچے اور اگر گھر میں ہو تو حاضرین میں تقسیم کرے اس قسم میں کوئی قباحت نہیں۔

(فتاویٰ شاہ رفیع الدین ص ۹)

شاہ رفیع الدین صاحب نے چالیسواں، فاتحہ، عرس، تعین یوم، مزارات پر جاکر فاتحہ دلاکر شرینی تقسیم کرنا، گھر میں فاتحہ دلاکر کچھ پکی ہوئی چیز یا شرینی تقسیم کرنا اور کسی بھی بزرگ کے نام سے موسوم جانوروں مثل گائے، بکرا اور مرغ وغیرہ کو جائز لکھا ہے۔

(فتاویٰ شاہ رفیع الدین ص ۱۴، ۱۵)

ان تمام حضرات کے ایصال ثواب کے متعلق کثیر دلائل ہیں مگر اختصار کے پیش نظر انہی دلائل پر اکتفا کیا جاتا ہے البتہ چلتے چلتے تیجہ کے متعلق بھی مزید کچھ سنتے جائیے۔

میت پر خاص کر تین دن سوگ کیا جاتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا تین دن سوگ کیا ہے اب اٹھنے سے پہلے چند گھر کے افراد مل کر کچھ صدقہ کرو کچھ پڑھو اور اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچا کر اٹھو۔ اس کا نام سوئم یا تیجہ مشہور ہو گیا۔ (ثواب العبادات ص ۲۸)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بھی تیجہ ہوا جنہیں علماء دیوبند شریعت میں واحد سہارا سمجھتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

تیسرے دن لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی کلام پاک ختم ہوئے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوئے ہوں گے اور کلمہ طیبہ کا تو اندازہ ہی نہیں کہ کتنا پڑھا گیا ہوگا۔ (ملفوظات عزیزی ص ۵۵)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ اور شاہ رفیع الدین کے معمولات اور ارشادات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ ان حضرات کے نزدیک موجودہ دور میں جتنی بھی صورتیں ایصال ثواب کی پائی جاتی ہیں وہ سب جائز ہیں۔

۱ قرآن خوانی کرنا، طعام یا شرینی پہ فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم

کرنا اور اس میں زندہ افراد کیلئے بھی اور مردہ دونوں کیلئے فائدہ ہے۔

۲ جو طعام نیاز کیلئے ہو اس پر سورۃ فاتحہ، قل شریف یعنی قرآن کریم اور درود شریف پڑھا جائے تو وہ کھانا اللہ کے کلام اور درود شریف پڑھنے کی وجہ سے برکت والا ہو جاتا ہے اس کا کھانا بہت ہی باعث سعادت ہے۔

۳ صالحین کی قبروں کی زیارت کرنا اور ان سے برکت حاصل کرنا، ایصال ثواب، تلاوت قرآن، دعائے خیر اور تقسیم طعام وشرینی سے ان کی مدد کرنا بہت ہی خوب ہے اور بہتر ہے اور اسی پر علماء امت کا اجماع ہے۔

۴ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی محفل گیارہویں شریف، اس میں لوگوں کا جمع ہو کر تلاوت قرآن، نعت خوانی، قصائد ومنقبت پڑھنا اور ذکر بالجہر کرنا بزرگوں کا طریقہ ہے۔

۵ اگر کوئی عمدہ چیز نہ بھی ہو تو معمولی اشیاء پر محبت سے فاتحہ دلا دینے سے بھی حضور اکرم ﷺ کمال درجہ مسرت والتفات فرماتے ہیں۔

۶ فاتحہ میں قرآن درود اور مختلف سورتیں پڑھ کر اس کا ثواب والدین، استاد، پیر، بھائیوں، دوستوں اور تمام رشتہ داروں بلکہ تمام مومنین اور مومنات کو بخش دینا چاہیے۔

۷ قبروں پر ہمیشہ جاتے رہنا چاہیے اور ان کیلئے دعائے مغفرت کرنی چاہیے، فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ بزرگوں کو یاد رکھنے کا سب سے بہتر طریقہ ان کے اعراس کروانا ہیں۔

۸ اگر قبرستان میں کوئی چیز لے جا کر فاتحہ دلائی جائے تب بھی جائز

ہے اور وہیں طعام یا شرینی وغیرہ تقسیم کردی جائے اور اگر فاتحہ گھر مجلس ومحفل میں دلائی جائے تب بھی جائز ہے اور اگر فاتحہ گھر میں دلائی تو کھانا وغیرہ وہیں گھر پہ تقسیم کردے اور اموات المسلمین کو ثواب بخش دے۔

۹ کسی بزرگ کے نام سے کسی جانور کو پالنا، اس طرح کہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اور مقصود بزرگ کیلئے ایصال ثواب ہو تو یہ جائز ہے۔

اگر موجودہ دور میں بنظر غائر دیکھا جائے تو مذکورہ بالا افعال اہلسنّت وجماعت کا معمول ہیں جو ہر لحاظ سے مناسب ہیں ان میں بہتری ہے، بھلائی ہے صرف زندوں کیلئے نہیں اور نہ ہی صرف مردوں کیلئے بلکہ دونوں کیلئے فائدہ ہے۔

اکابرین علماء دیوبند

اکابرین علماء دیوبند سے بھی ایصال ثواب کا ثبوت ملتا ہے۔ بعض علماء کے حوالہ جات سے اختصار کے ساتھ ثبوت پیش خدمت ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حاجی صاحب اکثر علماء دیوبند کے پیر ہیں اور ان کے نزدیک مسلم بزرگ ہیں۔ حاجی صاحب کی زبانی سنئے بعض لوگ دن مقرر کرنے کو شرک یا بدعت کہتے ہیں لیکن حاجی صاحب اسے جائز سمجھتے ہیں۔

"نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں

بھی تخصیص وتعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا فرض وواجب اعتقاد کرے تو
ممنوع ہے اور یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو
کچھ حرج نہیں۔ جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کو فقہاء و
محققین نے جائز رکھا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

اس سے ثابت ہوا کہ لوگ ایصال ثواب کیلئے جو دونوں کی تعیین
کرتے ہیں، وہ جائز ہے۔ اگر دن مقرر کرنے کو فرض یا واجب سمجھا جائے یا
یہ سمجھ لیا جائے کہ مخصوص ایام میں ہی ثواب پہنچے گا اور اگر مقررہ ایام میں
ایصال ثواب نہ کیا گیا تو ثواب نہیں پہنچے گا ایسا خیال باطل ہے اور اس کا
اعتقاد ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہ رکھا جائے بلکہ مطلقاً کسی بھی دن ایصال
ثواب جائز سمجھے تو دن مقرر کرنا مذکورہ بالا حوالہ سے جائز ہے۔

گیارہویں، دسویں، بیسویں، چہلم، سالانہ اور تمام اقسام ختم

حاجی صاحب مروجہ ایصال ثواب کے متعلق لکھتے ہیں۔

مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں
حضرت غوث پاک قدس سرہ کی، دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ
وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ
ابوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی
قاعدے پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸)

اس عبارت پہ غور کریں اور دیکھیں کہ ایصال ثواب کی کون سی ایسی
شق ہے جو باقی رہ گئی ہو کیونکہ تمام ایصال ثواب کے طریقوں کو چند لفظوں
میں یہ کہہ کر کہ ''دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں''، بیان
کردیا۔

طریقہ ایصال ثواب

نیز حاجی صاحب نے تفصیل کے ساتھ طریقہ ایصال ثواب کا ذکر
فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے فرماتے ہیں۔

سلف میں تو یہ عادت تھی کہ کھانا پکا کر ایصال ثواب کی نیت کی، کھانا
سامنے رکھا، کچھ کلام الٰہی پڑھا کیونکہ اس سے قبولیت دعا کی امید ہے نیز
کھانے کے ساتھ پانی کو بھی رکھ لیا اور اب ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور یوں
کہے کہ یا اللہ! اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے۔ یہ بہتر ہے۔
(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

یہ تو تھا طریقہ ایصال ثواب جس کو حاجی صاحب نے بیان فرمایا
ہے۔ اب خود ان کا اپنا عمل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

معمولات ختم شریف

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا اپنا معمول تھا کہ فاتحہ دلایا کرتے تھے۔ ان
کے ملفوظات میں لکھا ہے۔

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا

کہ اس پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز بھی کی جائے گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت تقسیم کیا گیا۔

(شمائم امدادیہ......ملفوظات حاجی امداداللہ ص ۶۸)

نیز فرماتے ہیں۔

ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں لیکن اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے۔

(شمائم امدادیہ......ملفوظات حاجی امداداللہ ص ۶۸)

اپنے عمل کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیرو مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اور قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے۔ پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۹)

یہ تو تھے علماء دیوبند کے پیرو مرشد جن سے ایصال ثواب کا ثبوت پیش کیا گیا۔ اب پیر صاحب کے مریدین کیا کہتے ہیں وہ ملاحظہ فرمالیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سے سوال کیا گیا کہ اگر نیک عمل کا ثواب دوسروں کی روح کو بخشا جائے تو بخشنے والے کیلئے کیا نفع ہوا؟ اس کے

جواب میں مولانا حدیث کا حوالہ دینے کے بعد لکھتے ہیں۔

''ثواب بخش دینے سے بھی عامل کے پاس پورا ثواب رہتا ہے''۔

(امدادالفتاویٰ ج ۵ ص ۳۹۹)

نیز لکھتے ہیں۔

ہر شخص کو اختیار ہے کہ عمل کا ثواب مردہ کو یا زندہ کو دے دے جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے اسی طرح زندہ کو بھی پہنچ جاتا ہے۔ (التذکیر حصہ ۳ ص ۵۵)

مولوی رشید احمد گنگوہی

مولوی رشید احمد گنگوہی کا کہنا ہے کہ

احادیث سے نفع پہنچنا محقق ہے اور جمہور صحابہ ائمہ کا یہ مذہب ہے۔

(تذکرۃ الرشید ص ۲۶)

مولوی قاسم نانوتوی

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند (جن کی وجہ سے دیوبندی، دیوبندی کہلاتے ہیں اور انہی سے مسلک دیوبند کی ابتداء ہوئی ہے) لکھتے ہیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہوگیا آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو بروئے مکاشفہ دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا

تھا۔ یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کی اطلاع نہ کی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش وبشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں سو آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔ (تحذیر الناس ص ۲۴)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ ایک لاکھ پانچ ہزار بخشنے سے مردے کی بخشش کی امید ہے اور تیجہ میں چنوں پر یا شماروں پر کلمہ طیبہ ہی پڑھا جاتا ہے جس کا فائدہ آپ نے پڑھ لیا۔

مولوی اسماعیل دہلوی اور فاتحہ، عرس ونذر ونیاز

غیر مقلدین اہلحدیث وعلماء دیوبند کے مشترکہ پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے۔

پس ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اور اس کا ثواب کسی گزرے ہوئے کی روح کو پہنچائے اور اس کیلئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرے تو یہ بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور رسوم میں فاتحہ پڑھنے، عرس کرنے، مردوں کی نذر ونیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک وشبہ نہیں ہے۔ (صراط مستقیم ص ۵۵)

نیز لکھتے ہیں۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کو طعام اور فاتحہ کے ساتھ نفع پہنچانا

خوب نہیں ہے کیونکہ یہ بات بہتر اور افضل ہے۔ (صراط مستقیم ص ۶۴)

نیز لکھتے ہیں۔

طریقہ چشتیہ کے بزرگوں کے نام کا فاتحہ پڑھ کر .... دعا کرے۔ (صراط مستقیم ص ۲۵۷)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی فوت شدہ کو اپنی عبادت کا ثواب پہنچائے اور دعا کرے تو بہتر ہے اور فاتحہ پڑھنے، عرس کرنے، مردوں کی نذر ونیاز کی رسوم اچھی ہیں اور یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ مردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی سے نفع نہیں پہنچتا، بلکہ نفع پہنچتا ہے اور یہ عمل بہتر اور افضل بھی ہے۔

مولوی حسین احمد مدنی

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

گیارہویں شریف کے کھانے (پکانے) میں اگر نیت ہے کہ اس میں ایک حصہ ایصال ثواب کیلئے ہے دوسرا اہل خانہ واحباب کیلئے ہے تو کھانا غیر فقراء کو بھی جائز ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۲۸۱)

مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی

لاہوری صاحب کا بیان ہے۔

ہم میں سے ہر شخص جمعرات کو ذکر جہر سے پہلے گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر حضرت غوث اعظم کی روح کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے۔ یہ ہماری،

گیارہویں ہے۔

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۷ فروری' ۹ جون ۱۹۶۱ء)

ہم مہینہ بعد گیارہویں شریف کریں تو ناجائز اور اگر دیوبندی علماء ہفت روزہ گیارہویں کریں تو درست ہو، یہ کیسی منطق ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مقصد ایصال ثواب ہے چاہے ماہانہ ہو یا ہفت روزہ، سالانہ ہو یا روزانہ جب بھی ایصال ثواب کیا جائے درست ہے اور اس میں فوائد ہی فوائد ہیں۔ اپنے لئے بھی اور دوسروں کیلئے بھی۔

مولوی سرفراز گکھڑوی

گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔

بلاشبہ ایصال ثواب صحیح ہے۔ اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ مالی قسم کے صدقہ میں جملہ ائمہ فتویٰ متفق ہیں۔ (تنقید متین ص ۴۹)

مولانا انور شاہ کشمیری

کشمیری صاحب لکھتے ہیں۔

میت کی طرف سے قرضوں کو ادا کرنا، صدقات دینا اور دیگر تمام عبادات معتبر ہیں۔ (فیض الباری ج ۳ ص ۴۱۳)

مولانا شبیر احمد عثمانی

عثمانی صاحب نے متعدد کتب کے حوالہ جات سے ایصال ثواب کے

ثبوت میں احادیث بیان کیں اور اس کے بعد لکھا ان احادیث اور آثار کے علاوہ بکثرت احادیث اور آثار ہیں جو حد تواتر تک پہنچتے ہیں اور ان سے ایصال ثواب ثابت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسروں کو پہنچاتا ہے اس سے دوسروں کو نفع ہوتا ہے اور یہ چیز تواتر سے ثابت ہے۔ (فتح الملہم ج ۳ ص ۳۹)

مولانا محمد زکریا دیوبندی

مکتب دیوبند کی نامور شخصیت تبلیغی جماعت کے امیر مولانا محمد زکریا سہارنپوری ایصال ثواب کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ ان کا ذکر ذرا تفصیل سے پڑھیے جس میں ان کے ارشادات اور تحریر کردہ واقعات شامل ہیں۔

غیرت مندی کا تقاضا

مولانا لکھتے ہیں۔

اپنے ماں باپ، بہن، بھائی اور اولاد اور دوسرے رشتہ دار خصوصاً وہ لوگ جن کے مرنے کے بعد ان کا کوئی مال اپنے پاس پہنچا ہو یا ان کے خصوصی احسانات اپنے اوپر ہوں جیسے اساتذہ اور مشائخ ان کیلئے ایصال ثواب کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ بڑی بے غیرتی ہے کہ ان کے مال سے آدمی منتفع ہوتا رہے، ان کی زندگی کے احسانات سے فائدہ اٹھاتا رہے اور جب وہ اپنے عطایا اور اپنے ہدایا کے ضرورت مند ہوں تو ان کو فراموش کر دے۔ آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اپنے اعمال ختم ہو جاتے ہیں بجز اس

صورت کے کہ وہ کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گیا ہو۔ یا کوئی اور ایسا عمل کر گیا ہو جو صدقہ جاریہ کے حکم میں ہو۔ اس وقت وہ دوسروں کے ایصال ثواب اور ان کی دعا وغیرہ سے امداد کا محتاج اور منتظر رہتا ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ مردہ اپنی قبر میں اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو پانی میں ڈوب رہا ہو اور ہر طرف سے کسی مددگار کا خواہشمند ہو اور اس کا منتظر رہتا ہے کہ باپ بھائی وغیرہ کسی دوست کی طرف سے کوئی مدد دعا کی (کم از کم) اس کو پہنچ جائے اور جب اس کو کوئی مدد پہنچتی ہے تو وہ اس کیلئے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ (فضائل صدقات ص ۹۱، ۹۲)

اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ، بہن، بھائی، اولاد، دوسرے رشتہ دار، استاد، پیر اور وہ لوگ جن کے مال سے آدمی فائدہ اٹھا رہا ہے ان کو ایصال ثواب نہ کرنا نظر انداز کر دینا بے غیرتی ہے اور غیرت مندی کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں دعا میں یاد رکھے۔ مغفرت و بخشش کیلئے دعائیں مانگے اور ان کو ایصال ثواب سے فائدہ پہنچائے اس لئے کہ مردہ اپنی قبر میں پانی میں ڈوبنے والے شخص کی طرح ہوتا ہے اور وہ اس چیز کا خواہشمند ہوتا ہے کہ اسے کسی کی طرف سے مدد پہنچ جائے اور جب اسے کوئی مدد پہنچتی ہے تو وہ اس کیلئے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ مدد کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ اس کیلئے دعا مغفرت کی جائے اور ایصال ثواب کیا جائے۔

مذہب حق

زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

صدقہ کا ثواب میت کو پہنچنے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے 'یہی مذہب حق ہے اور بعض لوگوں نے جو یہ لکھ دیا ہے کہ میت کو اس کے مرنے کے بعد ثواب نہیں پہنچتا یہ قطعاً باطل ہے اور کھلی ہوئی خطا ہے یہ قرآن پاک کے خلاف ہے حضور ﷺ کی احادیث کے خلاف ہے یہ اجماع امت کے خلاف ہے اس لئے یہ قول ہرگز قابل التفات نہیں۔

(فضائل صدقات ص ۹۲)

اس سے ثابت ہوا کہ ایصال ثواب نہ ماننے والے اہل حق میں سے نہیں ہیں ان کا یہ کہنا کہ ایصال ثواب جائز نہیں یہ قرآن واحادیث کے خلاف ہے اور ان کا قول باطل ومردود ہے اور اجماع امت کے بھی خلاف ہے اور مذہب حق یہ ہے کہ ایصال ثواب کے بارے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں یعنی اگر کوئی ایصال ثواب کا انکار کرتا ہے تو وہ مسلمان ہی نہیں ہے اس لئے کہ وہ قرآن واحادیث اور اجماع امت کا منکر ہے۔

زندہ یا مردہ

مردہ کو تو ایصال ثواب کرنا جائز ہے یا کہ زندوں کو بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے یا کہ نہیں۔ اس کے متعلق مولانا زکریا لکھتے ہیں۔

بذل المجہود میں بحر سے نقل کیا ہے کہ جو شخص روزہ رکھے یا نماز پڑھے

یا صدقہ کرے اور اس کا ثواب دوسرے شخص کو بخش دے خواہ وہ شخص جس کو
بخشا ہے زندہ ہو یا مردہ اس کا ثواب اس کو پہنچتا ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں
کہ جس کو ثواب بخشا ہے وہ زندہ ہو یا مردہ۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ
کوئی شخص ایسا ہے جو اس کا ذمہ لے کر مسجد عشار (بصرہ کے قریب ہے
) میں جا کر دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھ کر یہ کہے کہ یہ نماز (یعنی اس کا
ثواب) ابو ہریرہ کیلئے ہے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد تبصرہ کرتے
ہوئے لکھتے ہیں۔

اپنے عزیز مردوں کو ثواب پہنچانے کا بہت زیادہ اہتمام چاہیے ان
کے حقوق کے علاوہ عنقریب مرنے کے بعد اس سے ملنا ہو گیا۔ کیسی شرم
آئے گی جب ان کے حقوق ان کے احسانات اور ان کے مالوں میں جو آدمی
اپنے کام میں خرچ کرتا رہتا ہے ان کو یاد نہ رکھے۔

(فضائل صدقات ح ا ص ۹۴)

قرآن پاک پڑھ کر بخشنے کی برکات

انسان قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اس کا ثواب اور برکات تو اسے
نصیب ہوتی ہی ہیں۔ لیکن اگر قرآن کریم پڑھ کر اس کا ثواب اموات
مسلمین کو بخشے تو اس کا فائدہ بھی مردوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کے دلائل
قرآن وحدیث کی روشنی میں اور علماء ومحدثین اور فقہاء کی آراء کی روشنی میں

آپ سابقہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ لیکن اب علماء دیوبند کے سرخیل
تبلیغی جماعت کے بانی کے جانشین مولانا زکریا کی زبانی بھی ملاحظہ فرمائیں
مولانا لکھتے ہیں۔

ایک نیک عورت کا قصہ روض میں لکھا ہے۔ جس کو باھیۃ کہتے تھے
بڑی کثرت سے عبادت کرنے والی تھی جب اس کا انتقال ہونے لگا تو اس
نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے وہ ذات جو میرا توشہ اور میرا ذخیرہ
ہے اور اسی پر میری زندگی اور موت کا بھروسہ ہے مجھے مرتے وقت رسوا نہ
کیجیو اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھیو۔ جب وہ انتقال کر گئی تو اس
کے لڑکے نے یہ اہتمام شروع کر دیا کہ ہر جمعہ کو وہ ماں کی قبر پر جاتا اور قرآن
پاک پڑھ کر اس کو ثواب بخشتا اور اس کیلئے اور سب قبرستان والوں کے لئے
دعا کرتا ایک دن اس لڑکے نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اماں
تمہارا کیا حال ہے؟ ماں نے جواب دیا موت کی سختی بڑی سخت چیز ہے میں
اللہ کی رحمت سے قبر میں بڑی راحت سے ہوں۔ ریحان میرے نیچے بچھی
ہوئی ہے ریشم کے تکیے لگے ہوئے ہیں۔ قیامت تک یہی برتاؤ میرے ساتھ
رہے گا بیٹے نے پوچھا کہ کوئی خدمت میرے لائق ہو تو کہو اس نے کہا کہ تو
ہر جمعہ کو میرے پاس آ کر قرآن پاک پڑھتا ہے اس کو نہ چھوڑنا۔ جب تو آتا
ہے سارے قبرستان والے خوش ہو کر مجھے خوشخبری دینے آتے ہیں کہ تیرا بیٹا
آ گیا مجھے بھی تیرے آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہے اور ان سب کو بھی بہت
خوشی ہوتی ہے وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں اسی طرح ہر جمعہ کو اہتمام کے ساتھ جاتا

تھا اک دن میں نے خواب دیکھا کہ بہت بڑا مجمع مردوں اور عورتوں کا
میرے پاس آیا تو میں نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم فلاں
قبرستان کے آدمی ہیں ہم تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے تم جو ہر جمعہ کو ہمارے
پاس آتے ہو اور ہمارے لئے دعائے مغفرت کرتے ہو۔ اس سے ہم کو بڑی
خوشی ہوتی ہے اس کو جاری رکھنا۔ اس کے بعد سے میں نے اور بھی زیادہ
اہتمام اس کا شروع کر دیا۔ (فضائل صدقات ح اص ۹۶)

صدقہ، دعا، درود اور قرآن کی برکات

مولانا زکریا لکھتے ہیں۔

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبرستان کی سب قبریں ایک
دم شق ہو گئیں اور مردے ان میں سے باہر نکل کر زمین پر سے کوئی چیز جلدی
جلدی چن رہے ہیں ایک شخص فارغ بیٹھا ہے وہ کچھ نہیں چنتا۔ میں نے اس
کے پاس جا کر سلام کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا چن رہے ہیں اس
شخص نے کہا جو لوگ کچھ صدقہ، دعا، درود وغیر کر کے اس قبرستان والوں کو
بھیجتے ہیں۔ اس کی برکات سمیٹ رہے ہیں میں نے کہا تم کیوں نہیں چنتے
اس نے کہا مجھے اس وجہ سے استغنا ہے کہ میرا ایک لڑکا ہے جو فلاں بازار میں
زلابیہ (حلوے کی ایک قسم ہے جو منہ کو چپک جاتی ہے) بیچا کرتا ہے وہ
روزانہ مجھے ایک قرآن پاک پڑھ کر بخشتا ہے میں صبح کو اٹھ کر اس بازار میں
گیا میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ زلابیہ فروخت کر رہا ہے اور اس کے

ہونٹ ہل رہے ہیں میں نے پوچھا تم کیا پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں
روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر کے اپنے والد کو ہدیہ پیش کیا کرتا ہوں۔ اس
قصہ کے عرصہ کے بعد میں نے پھر ایک مرتبہ اس قبرستان کے آدمیوں کو اسی
طرح چنتے دیکھا اور اس مرتبہ اس شخص کو بھی چنتے دیکھا جس سے پہلی مرتبہ
بات ہوئی تھی پھر میری آنکھ کھل گئی مجھے اس پر تعجب تھا۔ صبح اُٹھ کر پھر میں اسی
بازار میں گیا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔
(فضائل صدقات ح اص ۹۶،۹۷)

غمی خوشی میں تبدیل ہوگئی

تبلیغی جماعت کے مولانا زکریا دیوبندی لکھتے ہیں۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جمعہ کی شب
میں اخیر رات میں جامع مسجد جا رہا تھا تا کہ صبح کی نماز وہاں پڑھوں صبح میں
دیر تھی راستے میں ایک قبرستان تھا میں وہاں ایک قبر کے قریب بیٹھ گیا۔ بیٹھتے
ہی آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ سب قبریں شق ہو گئیں اور اس
میں سے مردے نکل کر ہنسی خوشی باتیں کر رہے ہیں ان میں سے ایک نوجوان
بھی قبر سے نکلا۔ جس کے کپڑے میلے اور وہ مغموم سا ایک طرف بیٹھ گیا۔
تھوڑی دیر میں آسمان سے بہت سے فرشتے اُترے جس کے ہاتھوں میں
خوان تھے جس پر نور کے رومال ڈھکے ہوئے تھے وہ ہر شخص کو خوان دیتے تھے

اور جو خوان لے لیتا تھا وہ اپنی قبر میں چلا جاتا تھا جب سب لے چکے تو یہ جوان بھی خالی ہاتھ اپنی قبر میں جانے لگا میں نے اس سے پوچھا کیا بات ہے تم اس قدر غمگین کیوں ہو اور یہ خوان کیسے تھے؟ اس نے کہا یہ خوان ان ہدایا کے تھے جو زندہ لوگ اپنے اپنے مردوں کو بھیجتے ہیں۔ میرا کوئی اور تو ہے نہیں جو مجھے بھیجے۔ ایک والدہ ہے مگر وہ دنیا میں پھنس رہی ہے اس نے دوسری شادی کر لی ہے وہ اپنے خاوند میں مشغول رہتی ہے مجھے کبھی بھی یاد نہیں کرتی۔ میں نے اس سے اس کے لڑکے کو پوچھا اور یہ خواب اسے سنایا۔ اس عورت نے کہا بے شک وہ میرا لڑکا تھا۔ میرے جگر کا ٹکڑا تھا۔ میری گود اس کا بستر تھا۔ اس کے بعد اس عورت نے مجھے ایک ہزار درہم دیئے کہ میرے لڑکے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے اس کو صدقہ کر دینا اور میں آئندہ ہمیشہ اس کی دعا اور صدقے سے یاد رکھوں گی۔ کبھی نہ بھولوں گی۔ حضرت صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر خواب میں اس مجمع کو اسی طرح دیکھا اور اس نوجوان کو بھی بڑی اچھی پوشاک میں بہت خوش دیکھا وہ میری طرف دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ صالح حق تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ تمہارا ہدیہ میرے پاس پہنچ گیا۔ (فضائل صدقات ح ا ص ۹۸)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ

۱) ایصال ثواب مردہ اور زندہ دونوں کو کیا جا سکتا ہے۔

۲) اپنے عزیز مردوں کیلئے ایصال ثواب کا خوب اہتمام کیا جائے کیونکہ یہ ان کے حقوق میں شامل ہے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو مرنے کے بعد

ان سے ملاقات ہوگی اور شرمساری سے دوچار ہونا پڑے گا۔

۳) ہر جمعہ کو والدین کی قبر پر حاضری دینی چاہیے اور قرآن پڑھ کر ان کو ثواب بخشا جائے اس سے والدین مرنے کے بعد بھی خوش رہتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں کہ اس کے بیٹے ان کے ساتھ یہی سلوک کریں۔

۴) قبرستان جا کر تمام قبرستان والوں کیلئے دعا کی جائے کیونکہ وہ بھی اس سے خوش ہوتے ہیں اور آنے والے کی ماں کو خوشخبری سناتے ہیں کہ تمہارا بیٹا آ گیا اور قبرستان جانے والے دعاء مغفرت کرنے والے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کو دعا کے باعث فائدہ پہنچتا ہے۔ جس کے عوض وہ شکریہ ادا کرتے ہیں۔

۵) جو لوگ صدقہ، دعا، درود اور قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب بخشتے ہیں قبرستان والے اس کی برکات سمیٹتے ہیں۔

۶) جن کے لواحقین اپنے مردوں کو پڑھ کر بخشتے ہیں یا صدقہ خیرات کرتے ہیں وہ ہنسی خوشی آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ اور فرشتے ان کیلئے نور کے رومال سے ڈھکے ہوئے خوان لے کر آتے ہیں۔

۷) جن مردوں کو کوئی ہدایا وغیرہ بھیجنے والا نہیں ہوتا وہ میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس اور بہت غمگین ہوتے ہیں۔

۸) اور اگر کوئی ان مردوں کو ثواب بخشتا ہے جو قبروں میں پریشان حال اور مغموم ہوتے ہیں تو ان کی غمی خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

زکریا صاحب کے بیانات سے ایصال ثواب بحمد اللہ ہر طرح سے

ثابت ہوا اور دیگر علماء دیوبند سے مروجہ ایصال ثواب کے ثبوت کے بعد اب دیوبندی مکتب فکر کے افراد کیلئے ایصال ثواب کو ناجائز کہنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی

نفس ایصال ثواب کے سلسلے میں مولانا مودودی کی رائے بھی ہمارے موقف کی دلیل ہے مولانا نے چند روایتیں ذکر کرنے کے بعد لکھا۔

یہ کثیر روایات جو ایک دوسری کی تائید کر رہی ہیں۔ اس امر کی تصریح کرتی ہے کہ ایصال ثواب نہ صرف ممکن ہے بلکہ ہر طرح کی عبادات اور نیکیوں کے ثواب کا ایصال ہوسکتا ہے اور اس میں کسی خاص نوعیت کے اعمال کی تخصیص نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۲۱۷)

اکابرین اہلحدیث کا نظریہ

مروجہ ایصال ثواب کو جس شد ومد کے ساتھ اہلحدیث حضرات ناجائز اور حرام وشرک کہتے ہیں اور کوئی بھی نہیں کہتا لیکن انصاف پسندی کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو کوئی وجہ شرک وحرام نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اکابربن اہلحدیث سے ایصال ثواب کا ثبوت پیش کردوں تاکہ انہیں بھی اپنے علماء کی آراء کو مدنظر رکھتے ہوئے غور وفکر کا موقع ملے اور ان کے بیانات وارشادات کی روشنی میں فیصلہ کریں۔

شیخ ابن تیمیہ

ابن تیمیہ اہلحدیث حضرات کی صفحہ اول کی شخصیت ہے اور عقائد میں تو ان کی باتوں کو حجت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ایصال ثواب کے متعلق لکھتے ہیں۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کو صرف اس کے عمل سے نفع ہوتا ہے وہ اجماع کا مخالف ہے اور یہ متعدد وجوہ سے باطل ہے۔ اس سلسلے میں اکیس وجوہات بیان کیں ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک انسان اگر دوسرے کو ثواب بخشنا چاہے تو اس کا ثواب اس کو ملے گا۔

(فتح البیان ج ۹ ص ۱۴۳، ۱۴۴)

نیز لکھتے ہیں۔

اگر دوسرا شخص تبرع اور احسان کر کے اپنی طرف سے اس کو اپنی عبادات کا ثواب پہنچا دے تو جائز ہے اور مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کے صدقات اور دعاؤں سے فائدہ پہنچتا ہے، جس طرح دنیا میں انسان کا حق صرف اپنے مال پر ہوتا ہے لیکن دوسرا شخص تبرع واحسان کر کے اس کو اپنے مال سے دے تو جائز ہے اسی طرح مرنے کے بعد انسان کا استحقاق صرف اپنی عبادات پر ہے۔ لیکن دوسرے مسلمان جو اس کو تبرع اور احسان سے نیک اعمال کا ثواب کریں وہ ثواب اس کو پہنچتا ہے۔

(مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲۴ ص ۳۶۷)

ابن قیم

ابن قیم ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں یہ بھی اہلحدیث حضرات کے نزدیک مسلم بزرگ ہیں ایصال ثواب کے متعلق لکھتے ہیں۔

ایصال ثواب کے دلائل میں سے دعا استغفار اور نماز جنازہ کو پیش کیا جاسکتا ہے اور ان تمام کاموں کو سلف صالحین نے کیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ آپ کیلئے اذان کے بعد فضیلۃ اور وسیلہ (بلند درجہ) کی دعا کی جائے اور آپ پر صلوۃ پڑھی جائے اور یہ قیامت تک مشروع ہے اور ہم نے اپنے مشائخ اور قرابت داروں کو دعاء تلاوت قرآن اور صدقات کا ثواب پہنچایا اور ہم نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے اس پر ہمارا شکریہ ادا کیا اور ہمیں معلوم ہوگیا کہ ان تک ہمارا نفع پہنچتا ہے۔

(السراج الوہاج ج ۲ ص ۵۵)

نیز سورہ یٰسین قبر پر پڑھنے کے فوائد ذکر کئے اور کئی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یٰسین قبر پر پڑھی جائے اس سے قبروں والوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

(السراج الوہاج ج ۲ ص ۵۵)

شیخ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی عبارات سے ثابت ہوا کہ ایک شخص اپنے نیک اعمال کا ثواب دوسرے مسلمان بھائیوں کو بخش سکتا ہے اور ابن قیم کے مطابق جب مشائخ اور قرابت داوروں کو دعاء تلاوت قرآن اور صدقات کا ثواب پہنچایا گیا تو خواب کے ذریعے یہ بات منکشف ہوگئی کہ قبر والوں کو اس

کا نفع پہنچتا ہے اور وہ شکریہ بھی ادا کرتے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی

نواب صاحب مسلک اہلحدیث کے بلند پایہ عالم ہیں جن کی اپنے مسلک اہلحدیث کیلئے بیشمار خدمات ہیں انہیں بابائے وہابیہ بھی کہا جاتا ہے اور اکابرین اہلحدیث کو ان کی ذات پر بڑا ناز ہے۔ نواب صاحب ایصال ثواب کے متعلق کیا عقیدہ اور نظریہ رکھتے ہیں؟ ان کے عقیدے کو جاننے کیلئے ان کو تفصیلی طور پہ آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ایصال ثواب کے متعلق ان کی آراء کو پڑھ کر کسی نتیجہ پر پہنچا جائے اور مروجہ ایصال ثواب کی تصویری جھلک دیکھی جاسکے۔

بھوپالی صاحب لکھتے ہیں۔

زندہ انسان نماز، روزہ، تلاوت قرآن، حج اور دیگر عبادات کا جو ثواب میت کو ہدیہ کرتا ہے وہ میت کو پہنچتا ہے اور وہ زندہ انسان کا اپنے فوت شدہ بھائی کیلئے یہ عمل نیکی، احسان اور صلہ رحمی کے قبیل سے ہے اور تمام مخلوقات میں جس کو نیکی اور احسان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ میت جو تحت الثریٰ میں رہین ہے اور اب نیک اعمال کرنے سے عاجز ہے، پھر اپنے فوت شدہ بھائی کیلئے عبادات کا ہدیہ پیش کرنا ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے سو جو شخص میت کیلئے ایک دن کے روزے یا قرآن مجید کے ایک پارے کی تلاوت کا ہدیہ پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس روزوں اور دس

پاروں کا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی عبادات کو دوسروں کیلئے ہدیہ پیش کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ان عبادات کا اپنے لئے ذخیرہ کرے، یہی وجہ ہے کہ جس صحابی نے کہا تھا کہ میں اپنی دعا کا تمام وقت آپ پر صلوٰۃ پڑھنے میں صرف کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لئے کافی ہے! یہ وہ صحابی ہیں جو بعد کے تمام لوگوں سے افضل ہیں پھر اس قول کا کیا جواز ہے کہ سلف صالحین نے فوت شدہ لوگوں کیلئے ایصال ثواب نہیں کیا!............ایصال ثواب میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ مستحب ہے واجب نہیں ہے اور ہمارے لئے ایصال ثواب کی دلیل موجود ہے۔ (السراج الوہاج ج۲ ص۵۵)

اس عبارت سے تو مطلقاً ایصال ثواب کا ثبوت پیش کیا گیا ہے اب آیئے ذرا ختموں کی تفصیل بھی دیکھئے کہ بھوپالی صاحب کے ہاں کون سے ختم ہیں؟

ختم خواجگان، شرینی پر ختم، ختم قادری، غوث اعظم کی فاتحہ، میت کیلئے ختم، ختم مجدد، وقت اور دن کا مقرر کرنا

ان تمام قسم کے ختموں کو بھوپالی صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ آیئے ذرا ان تفصیلات کو پڑھیے۔

ختم خواجگان

بھوپالی صاحب ختم خواجگان کے متعلق لکھتے ہیں۔

ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ سوا درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے۔ فاتحہ سات بار، درود ایک سو بار، الم نشرح انہتر بار، اخلاص ایک ہزار بار، درود ایک ہزار بار، پھر فاتحہ سات بار، درود ایک سو ایک بار اور کسی قدر شرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کرے۔ (واللہ اعلم) (الداؤ الدواء ص۱۱۱)

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مشکلات کے حل اور جمیع مقاصد کے حصول کے لیے بھوپالی صاحب لکھتے ہیں۔

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد وحل مشکلات کے محرب ہے پہلے سو مرتبہ درود پڑھے پھر پانچ سو بار لا حول ولا قوہ (الا باللہ العلی العظیم) بلاکم وبیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے۔ یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل نہ ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا۔ کہ ختم خواجگان وختم مجدد رضی اللہ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح لازم کرلو۔ (الداؤ الدواء ص۱۱۲)

ختم قادریہ

بھوپالی صاحب ختم قادریہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

اس کے مشائخ نے واسطے برآمد مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنج شنبہ (جمعرات) سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے۔ بسم اللہ مع فاتحہ وکلمہ تمجید ودرود سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت ومشائخ طریقت کو دے کر تقسیم کرے۔ (الداوٗالدواء ص ۱۱۲)

نیز لکھتے ہیں۔

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ **اللھم صل علی محمد معدن الجو دوالکرم وعلیٰ آل محمد بارك وسلم۔**

پھر شرینی پر فاتحہ شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کرے۔

(الداوٗالدواء ص ۱۱۲)

ختم برائے میت

میت کی روح کو ثواب بخشنے کے سلسلے میں نواب صاحب لکھتے ہیں۔

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار **قل ھو اللہ احد** مع بسم اللہ پڑھے پھر دس بار درود شریف پڑھے۔ پھر دس بار **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوہ الا باللہ** پھر دس بار اللھم اغفرہ وارحمہ پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں

پڑھے گئے اور ختم قرآن وختم تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا لوگ حلقے کے یوں کہیں اے اللہ قبول فرما۔ (الداوٗالدواء ص ۱۱۲)

اس کے علاوہ ختم برائے حاجت (الداوٗالدواء ص ۸۹)

ختم حزب الاعظم (الداوٗالدواء ص ۸۵)

ختم بخاری شریف (الداوٗالدواء ص ۱۱۸)

ختم یاسلام (الداوٗالدواء ص ۱۱۴) کا بھی ذکر کیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے ان تمام ختموں سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کی نیازہ فاتحہ دلانا جائز ہے بلکہ اس سے مشکلات بھی حل ہوتی ہیں اور مقاصد کے حصول میں بھی کامیابی ہوتی ہے شرینی پر فاتحہ پڑھنی چاہیے اور اس شرینی کو تقسیم کر دینا چاہیے میت کیلئے قرآن خوانی تسبیح وتہلیل، درود، کلمہ طیبہ یا صدقہ خیرات کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نیز دعاء خیر بھی کرنی چاہیے۔ غرضیکہ زندہ انسان کی کوئی نیکی بھی ہو اس کا ثواب فوت شدہ کو بخشا جاسکتا ہے اور ایسا کرنا چاہیے کیونکہ یہ مستحب عمل ہے۔

اور اپنے عمل کو بجائے ذخیرہ کرنے کے بہتر ہے کہ فوت شدہ مسلمانوں کو اس کا ثواب بخش دیا جائے، اور ہاتھ اٹھا کر بخشش کی دعا کی جائے۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ مقررہ اوقات میں فاتحہ دلانا یعنی دن مقرر کرنا وقت کا مقرر کرنا اور جو چیزیں پڑھی جارہی ہیں ان کا مقرر کرنا بھوپالی صاحب کے نزدیک سب جائز ہے۔

تنبیہہ

پیشوائے اہلحدیث نواب صاحب تنبیہہ کے طور پر لکھتے ہیں۔

میں نے اس رسالہ میں ان اعمال کو تحریر کیا ہے جس اعمال کی بنیاد آیات کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ پر ہے اور وہ اعمال جو مشائخ طریقت سے منقول ہیں .... ان اعمال کے بجالانے میں وجود پر اثر اسی وقت ہوسکتا ہے کہ عامل متقی اور معمول بہ معتقد ہو جن اشخاص اہل علم و مشائخ طریقت سے یہ اعمال ماثورہ ہیں وہ سب اہل تقویٰ اور صاحب نسبت تھے۔ (الداؤالدواء ص ۱۲۶)

نواب صاحب کی اس تنبیہہ سے صاف طور پہ واضح ہوجاتا ہے کہ تمام قسم کے ختم شریف قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہیں اوران کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے۔

مولوی ثناءاللہ امرتسری

مسلک اہلحدیث کے نامور مولوی ثناءاللہ امرتسری ایصال ثواب کے متعلق لکھتے ہیں۔

تلاوت قرآن کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۳۱)

سورہ یٰسین پڑھنے کا ثواب

امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

ابوداؤد میں معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے فی الحقیقت میت ہی کے لئے ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۳۶)

اجتماعی قرآن خوانی

مولوی ثناءاللہ صاحب سے پوچھا گیا کہ میت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہیئت اجتماعی قرآن خوانی کرنا درست ہے یا کہ نہیں؟

مولوی صاحب نے جواب دیا۔

بہ نیت نیک جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۵۱)

سوچنے کی بات ہے کیا کوئی بدنیت سے بھی کسی کیلئے قرآن خوانی کرتا ہے؟ چلیں شکر ہے مان تو لیا۔

گیارہویں، بارہویں اور دن مقرر کرنا

کسی نے گیارہویں اور بارہویں میں برائے ایصال ثواب کھانا کھلانے کے بارے میں سوال کیا اور مطالبہ کیا کہ اس کے عدم ثبوت پہ دلائل دیں۔

مولانا صاحب جواب میں لکھتے ہیں۔

گیارہویں، بارہویں کا کھانا بغرض ایصال ثواب کیا جائے یعنی نیت یہ ہو کہ ان بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچے تو کوئی اختلاف نہیں جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۷۱)

نیز لکھتے ہیں۔

گیارہویں بظاہر ایک بزرگ اسلام کی یادگار کا ایک جلسہ ہے دنیاوی صورت میں بطور یادگار سالانہ جلسہ کیا جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔

(حیات طیبہ ص ۱۲)

دن مقرر کرنے اور لوگوں کو پابند بنانے اور دعوت دینے کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب نے فتوی دیا۔ لکھتے ہیں۔

یہ تمام امور بہ نیت خیر کرنے جائز ہے۔ بزم غوثیہ، بزم چشتیہ وغیرہ بنا کر بزرگان دین کے عرس شریف، میلاد النبی اور گیارہویں شریف کے جلسے دن اور وقت مقرر کر کے کئے جاتے ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنہ میں دن مقرر کرنے کے متعلق لکھتے ہیں یعنی دن مقرر کرنا علماء متاخرین کے نزدیک مستحسن ہے۔

(اخبار اہلحدیث ص ۱۳ امرتسر ۲ اگست ۱۹۳۷ء)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ قرآن خوانی اجتماعی وانفرادی طور پہ کی جائے اور اس کا ثواب بخشا جائے تو یہ جائز ہے۔

اسی طرح گیارہویں شریف اور بارہویں بزرگان دین کے عرس ،میلاد النبی ﷺ کے جلسے دن اور وقت کا مقرر کرنا اور اس میں کھانا بغرض ایصال ثواب پکانا اور کھلانا سب مستحسن امر ہے۔

پیشوائے اہلحدیث

پیشوائے اہلحدیث و دیوبند مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارات کو ایک مرتبہ پھر ذرا توجہ سے پڑھیں اور فیصلہ کریں۔

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

پس ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اور اس کا ثواب کسی گذرے ہوئے کی روح کو پہنچائے اور اس کے لئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرے تو یہ بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور رسوم میں فاتحہ پڑھنے عرس کرنے مردوں کی نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک وشبہ نہیں ہے۔ (صراط مستقیم ص ۵۵)

نیز لکھتے ہیں۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا خوب نہیں ہے کیونکہ یہ بات بہتر اور خوب ہے۔ (صراط مستقیم ص ۶۴)

ان تمام حوالہ جات کے بعد اب بھی اگر کوئی ایصال ثواب کا انکار کرے یا ایصال ثواب کا اقرار کرلے اور اس کے ایسے عمل سے جو شرعاً جائز ہے اس میں کوئی قباحت بھی نہ ہو جیسے دن مقرر کرنا یا نام کی تعیین کر دینا اس کا انکار کرنا ہٹ دھری اور ضد کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور اصلی حقیقت آپ کے سامنے ہے۔

خلاصہ

تفصیلی دلائل اور طریقوں کا ذکر کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ ایسا

ہے۔

۱۰) قبرستان جا کر بھی فاتحہ کی جا سکتی ہے اور گھر میں بھی، والدین کی قبور پہ ہر جمعہ کو جانا افضل اور بہتر ہے۔ ایصال ثواب کہیں بھی کیا جائے بہتر عمل ہے۔

۱۱) بزرگوں کے اعراس کے موقع پہ اس بات کا خصوصی خیال رکھا جائے کہ وہاں وعظ و نصیحت، نعت خوانی، قرآن خوانی اور لنگر تقسیم کیا جائے فاتحہ پڑھی جائے......اور اگر کہیں منکرات، افعال غیر شرع دیکھیں مثلاً وہاں مجرے، ڈرامے، فلمیں اور دیگر خرافات ہوں تو اسے دور کیا جائے۔ علماء حق اہلسنّت و جماعت نے ہمیشہ ان کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ صرف انہی اعمال کو کیا جائے جس کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ اسی میں ہماری بھلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین یا رب العالمین صلی اللہ علی النبی الامی والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

ابو حمزہ محمد رفیق قادری رندھاوا

علامہ ابوحمزہ محمد رفیق قادری رندھاوا کی تصانیف

کیا یارسول اللہ ﷺ کہنا جائز ہے؟	برکات رمضان المبارک	حضرت داتا گنج بخش رح
حقوق والدین	برکات شبِ قدر واعتکاف	تذکرہ مفتی اعظم (مفتی محمد طفیل نقشبندیؒ)
ایصال ثواب کی شرعی حیثیت	مفتی اعظم سرحد (مفتی اعظم مولانا شائستہ گل کے حالات زندگی)	راہ صوفیاء
حیات سبحانی (مفتی عبدالسبحان القادری کی سوانح حیات)	فرقہ پرستی حقائق کی روشنی میں	نوجوان نسل کی تربیت میں دینی اداروں کا کردار
میرے آقا ﷺ کا علم	ثمرات توبہ	شیخ اور بیعت کی اہمیت وضرورت
برکاتِ مسواک اور طب جدید	معاشرہ کیوں بگڑتا ہے اور اس کے اسباب	برکاتِ اسلام (زیر طبع)
برکات ایصال ثواب	برکات وضو	برکات اذان
رسول کائنات	ذکر مصطفیٰ ﷺ	برکات یارسول اللہ ﷺ
	محبت محمد مصطفیٰ ﷺ	

جامعہ فیض الاسلام پاکستان منٹ گیٹ شالامار ٹاؤن لاہور
0300-4417855